Abdul Mannan assistant professorGt Urdu depart C.M.j.college khutauna Madhubani mobile no.9801015716   email abdul mannan 12200 @gmail .com  
date 22/7/2020 part  2 topic  jigar Muradabadi ki shairi par ek nazar  
جگر مرادابادی (1890    2960) دنیاءےشاعری میں اہم مقام حاصل کیا ۔جب اردو غزل کے شیرازے بکھر رہے تھے  اردو غزل کی گردن کاٹی جارہی تھی ایسے موقعے پر جگر نے اردو غزل کی آبرو کو بچایا انکی شاہکار تصنیفوں میں داغ جگر 'شعلہ طور اور آتش گل'بڑی اہمیت حاصل ہے  
جگر کی باقاعدہ تعلیم تو نہ ہو سکی لیکن اردو فارسی ضروری استعداد بہم پہچا لی تھی والد مولوی نظر علی صاحب دیوان شاعر تھے اور خواجہ وزیر لکھنوی سے اصلاح لیتے تھے اس طرح شاعری جگر کے خون میں گردش کرتی تھی بچپن سے اس طرف توجہ کی مشکل سے ١٤ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے جگر تخلص اختیار کیا شروع میں والد سے اصلاح لی پھر داغ اور داغ کے بعد کے بعد منسی امیرالله تسليم سے شاگری کا رشتہ قاءم کیا  
جگر کی تعلیم بہت زیادہ نہیں تھی نہ وہ مطالعے کے شوقین تھے اس لۓ ان کے کلام سے کسی فلسفیانہ گہرائی کی توقع نہیں کی جاسکتی وہ عشق مجازی کے گونا گوں کیفیتوں کے شاعر ھیں معشوق کا سراپا حسن کی ادءیں عشق کی جاں سپاری ان کی شاعری کا مضوعات ھیں گویا کلام جگر کے مضوعت تقربیا وہی ھے جو ان کے اساتذہ یعنی داغ و تسلیم کے جگر ایک تو نشہء محببت سے سرسار رہتے تھے ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو  
  
تجاہل ،تغافل ، تبسم ، تکلم  
یہاں تک پہچے وہ مجبور ہو کر  
  
دوسررے شراب نوشی کوا شغل ہمہ وقت جاری رہتا تھا یہ مستی یہ بیخودی اور یہ وارفتگی ان کی شعروں سے ٹپکی پڑتی ھے یہی عالم اصل زنرگی میں بھی تھا جھومتے جھمتے مشاعرے میں آتے اور بے خودی کے عالم میں شعر پڑھ کے چلے جاتے  ترنم بھی خاص انداز کا تھا اور اتنا مقبول ہوا کہ سیکڑوں شاعروں نے یہ ابداز چرایا یا کم سے کم چرانے کی کوشس ضرور کی  آخری ایام میں اصغر گونڈوی کے سمجھانے پر مے نوشی ترک کردی تھی اس زمانے میں تصوف کی طرف بھی ماءل ہوۓ لیکن شراب نوشی نہ سہی لیکن شعروں میں گاہے گاہے شراب کا ذکر آتا رہا آخری دور میں تصوف اور رندی دونوں ہی شاعری کا مضوع نظرآتا ھے  
  
زبان کے معاملے میں بھی انہوں نے اپنے اساتذہ کی پیروی کی مشکل فارسی الفاظ و تراکیب سے ہمشہ گریز کیا سہل اور شریں الفاظ ان پر نظر ٹھرتی ھے اس لۓ زبان رواں اور دلکش ھے  
ان کا کلام تین مجموعوں کی شکل میں شالع ہوا  پہلا مجموعہ ،داغ جگر، دوسرا شعلہءطور، اور تیسرا آتش گل ھے آخری مجمعے پر ساہتیہ اکیڈمی کا انعام دیا گیا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انھیں ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری دی  1960 میں گونڈہ میں جگر نے وفات پائ  انکا کلام کا نمونہ یہ ھے ملاحظہ ہو  
  
وہ زلفیں روش پر ڈالے ہوءے ھیں  
جہاں آرزو تھرا رہا ھے  
  
اے رحمت تمام مرے ہر خطا معاف  
میں انتہاۓ شوق میں گھبرا کے پی گیا  
جگر کے کلام میں خیال کی گہرائی ھے ان کی شاعری میں فکر اور فلسفہ ہر جگھہ نمایاں ھے انہوں نے محببت کا گیت ہر جگھ گایا ھے بیان میں وسعت ھے الفاظ نہات سادہ استعمال کرتے ھے ان کا نیا اسلوب ھے اسلوب میں بے باکی ھے